معاشی جدوجہد
اور
اس کے راہ نما اصول

جناب ڈاکٹر حافظ محمد سلیم

حیاتِ انسانی کا معاشی پہلو انتہائی حساس اور ولولہ انگیز ہے، معاشی بہبود اور ترقی و خوشحالی کی خاطر انسان ہمہ وقت کوشاں اور سرگرداں نظر آتا ہے اور بسا اوقات اس سعی اور کوشش میں دوسرے انسانوں کے حقوق پامال کرنے کو بھی روا سمجھ بیٹھتا ہے۔
یہ اندازِ فکر رنجشوں، عداوتوں اور باہمی نفرتوں کا نقطہ آغاز ثابت ہوتا ہے اور نتیجۃً معاشرتی ابتری اور سماجی تباہی وجود میں آتی ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لیے جو اسوۂ حسنہ انسانیت کے سامنے رکھا وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے معاشی اعتبار سے آپؐ کی تعلیمات عدل و احسان کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہیں اور ان کا مقصد معاشی پہلو میں عدل و انصاف، ایثار و قربانی خلوص و ہمدردی اور تعاون و یکجہتی کو فروغ دینا اور استحصال کا قلع قمع کرنا ہے۔

زیرِ نظر جائزہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی تعلیمات کے تین بنیادی اصول۔(۱) "محنت اور اس کی عظمت، (۲) تعاون و اشتراکِ باہمی اور (۳) عدمِ استحصال" کے مطالعہ تک محدود رکھا گیا ہے۔

۱۔ محنت، اسکی ضرورت اور معاشی اہمیت کے ضمن میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ محنت معاشی پیداوار کے عمل کا بنیادی نکتہ ہے۔ محنت کے بغیر معاشی عمل کا تصور ممکن نہیں

اور جو لوگ محنت کی بجائے سہل پسندی تن آسانی اور دوسروں کی کمائی ہوئی دولت پر نظر رکھتے ہیں، اللہ کی نگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ انسان ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لیے مانگنے اور سوال کرنے کی سختی سے مخالفت فرمائی، سوال کرنے کی کراہت اور محنت کی عظمت ایک انصاری صحابی کے واقعہ سے عیاں ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ضرورت کے تحت سوال کیا۔ آپؐ کو اس کا سوال کرنا پسند نہ آیا چنانچہ آپؐ نے اس کو محنت کی طرف راغب کرنے کی غرض سے پوچھا "کیا تمہارے گھر میں کچھ ہے؟" انصاری نے عرض کیا، جی ہاں دو چیزیں ہیں ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ۔ آپؐ نے فرمایا ان چیزوں کو لائیے۔ صحابی گھر سے وہ چیزیں اٹھا لائے آپؐ نے دونوں چیزیں دست رحمت میں لیں اور صحابہ کرام سے پوچھا کہ انھیں کون خریدتا ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کوئی اس سے زیادہ میں خریدنا چاہے گا؟ ایک دوسرے صحابی نے دو درہم قیمت لگا دی۔ آپؐ نے وہ دونوں چیزیں اسی صحابی کو دے دیں اور دو درہم (سوال کرنے والے) اس انصاری کو اور فرمایا:

"اشتر باحدهما طعامًا فانبذه الى اهلك واشتر بالاخر قدومًا فاتني به فاتاه به فشد فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم عودًا بيده ثم قال: اذهب فاحتطب وبع، ولا أرينّك خمسة عشر يومًا فذهب الرجل يحتطب ويبيع فجاء وقد اصاب عشرة دراهم فاشترى ببعضها ثوبا وببعضها طعامًا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هذا خير لك من ان تجئ، المسألة نكتة فى وجهك يوم القيامة، ان المسألة لا تصلح الا لثلاثة: لذى فقر مدقع، اولذى غرم مفظع اولذى دم موجع[1]

"ایک درہم سے اہل خانہ کے لیے کھانے کی چیزیں خریدیے اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑا خرید کر میرے پاس لائیے۔ صحابی مذکور ایک کلہاڑا خرید کر حاضر خدمت ہوئے آپؐ نے دستِ رحمت کے ساتھ اس میں لکڑی کا ٹکڑا لگا دیا

اور فرمایا: جائیے لکڑیاں کاٹیئے اور فروخت کیجئے اور پندرہ روز سے پہلے دوبارہ میرے پاس مت آئیے۔ جب انصاری دوبارہ رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس دس درہم جمع ہو چکے تھے۔ انہوں نے اس رقم سے کپڑے اور کھانے کی اشیاء خریدیں۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی خوش ہونے پر) فرمایا یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے روز تیرے چہرے پر سوال کرنے کی وجہ سے ایک نشان پایا جاتا (جو تیری رسوائی کو ظاہر کرتا)۔ فرمایا سوال کرنا تین حالتوں کے علاوہ جائز نہیں، انتہائی غربت اور فقر کی حالت، قرض کی زیادتی اور سخت بیماری۔"

ایک اور موقع پر فرمایا:

لان یحتطب احدکم حزمة علیٰ ظہرہ خیرٌ من ان یسال الناسَ احدٌ فیعطیه او یمنعه۔[۲]

تم میں سے کوئی اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے کوئی اسے دے یا نہ دے۔

مزید فرمایا:

من سَئلَ الناس اموالهم تکثرًا فانما یسئل جمرًا فلیستقل اولیستکثر۔[۳]

جو شخص محض مال بڑھانے کی غرض سے لوگوں سے سوال کرتا ہے، گویا کہ وہ دوزخ کا انگارا مانگتا ہے، اب چاہے تو زیادہ مانگے یا کم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانگنا اس قدر ناپسند تھا کہ کسی موقع پر بھی اسے روا نہیں رکھا گیا ملاحظہ ہو۔

عن ابی ذر قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یشترط عَلَیَّ ان لا یسئل الناس شیئًا قلت نعم قال ولا سوطك ان سقط منك حتی تنزل الیه فتاخذه۔[۴]

ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا بھیجا اور عہد لیا کہ میں کبھی کسی سے سوال نہ کروں، میں نے اقرار کر لیا۔ پھر (تاکید مزید کے طور پر) فرمایا اگر تیرا چابک بھی گر جائے تو اتر کر خود اٹھانا۔

محنت کش اور آجر کا آپس میں بہت بنیادی تعلق ہوتا ہے۔ اگر یہ تعلق عدل و احسان کے اصولوں پر استوار نہ ہو تو پھر معاشی انقلابات کا دروازہ کھل جاتا ہے اور معاشی ابتری پروان چڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ ہادیٔ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آجر اور اجیر کے اس تعلق کو تقویٰ اور خوفِ خدا کی اساس فراہم کرتے ہوئے فرمایا۔

"اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ" [۵]

"مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔"

جو لوگ مزدور کے ساتھ ظلم و تعدی روا رکھتے ہیں ان کے انجامِ کار کے بارے میں فرمایا:

"عن ابی ہریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ ثلثۃ انا خصمہم یوم القیامۃ رجلٌ اعطی بی ثم غدر ورجلٌ باع حرًا فاکل ثمنہ ورجلٌ استاجر اجیرا فاستوفیٰ منہٗ ولم یعط اجرہ" [۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قیامت کے روز میں تین طرح کے لوگوں سے جھگڑا کروں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر معاہدہ کیا پھر منحرف ہو گیا۔ دوسرا جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھا گیا تیسرا وہ جو کسی مزدور سے پورا کام لینے کے بعد اس کی اجرت ادا نہ کرے۔

ملازمین اور غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"تمہارے غلام لونڈی تمہارے بہن بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمہارا زیر دست کر دیا ہے، پھر جس کا کوئی بھائی اس کا زیر دست ہو اسے چاہیے کہ جو خود کھائے اسے کھلائے اور جو خود پہنے اسے پہنائے اور انھیں ایسے کام پر نہ لگائے جس کا کرنا ان کے لیے ناممکن ہو، پھر اگر کوئی ایسا کام کرنے کا حکم دے تو خود بھی ان کی

مدد کرے [۹]

غلاموں اور ملازموں کو خلوص، دیانتداری اور محنت سے کام کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

اذا نصح العبد سیدہ واحسن عبادۃ ربہ کان لہٗ اجرہٗ مرّتین [۱۰]

"جو غلام (ملازم) اپنے مالک کا کام خلوص و محبت سے انجام دے اور اپنے ربّ کی عبادت بھی عمدہ طریق پر کرے اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔"

نعم عبد الذی یحسن عبادۃ ربہ وینصح سیدہ [۱۱]

"وہ کتنا اچھا غلام ہے جو اپنے ربّ کی عبادت اور اپنے آقا کی خدمت احسن طریق پر بجا لاتا ہے۔"

۲۔ تعاونِ باہمی مانگنے اور سوال کرنے کی کراہت اور محنت اور کام کرنے کی عظمت کے اجاگر ہو جانے کے بعد یہ سوال سامنے آتا ہے کہ معاشرے کے ایسے طبقات جو ذہنی جسمانی اور مالی مجبوریوں کی وجہ سے پیدائش دولت کے عمل میں شریک ہونے سے معذور ہوں، ان کی کفالت کا کیا بندوبست ہو گا؟ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے کفالت عامہ اور سوشل سیکورٹی کا ایک مکمل نظام مرتب کیا ہے جس کے ذریعہ ایسے افراد کی معاشی احتیاج کو سرکاری اور غیر سرکاری دونوں طریقوں سے دور کیا جاتا ہے۔ اجتماعی کفالت کے اس نظام میں انفاق فی سبیل اللہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقصد کے لیے صاحب ثروت حضرات پر دو قسم کے صدقات مقرر کئے گئے ہیں (۱) صدقاتِ واجبہ (زکوٰۃ، عشر، خمس اور فطرہ وغیرہ)۔ (۲) صدقاتِ نافلہ،

صدقاتِ واجبہ میں زکوٰۃ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اس کی ادائیگی ہر مسلمان پر واجب اور عدمِ ادائیگی ایک سخت اور تکلیف دہ انجام سے دوچار کرنے والی ہے نظائر احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱)۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام

علیٰ خمسٍ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان[۱۱]

عن ابی ایوبؓ، ان رجلاً قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی بعمل یدخلنی الجنۃ قال مالہ مالہ؟ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارب مالہ تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئاً وتقیم الصلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ وتصل الرحم[۱۲]

حضرت ابو ایوبؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے۔ آپؐ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ پھر فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بطور گورنر بھیجتے ہوئے فرمایا کہ انہیں توحید و رسالت کی دعوت دینا۔ جب وہ لوگ یہ دعوت قبول کرلیں۔ تو انھیں پانچ نمازوں کی تعلیم دینا اور جب اس کو قبول کرلیں تو انھیں زکوٰۃ کی فرضیت کی اطلاع دینا ملاحظہ ہو۔

(۲)۔ عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذاً الی الیمن فقال ادعھم الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ھم اطاعوا لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوٰتٍ فی کل یومٍ ولیلۃ فان ھم اطاعوا لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ فی اموالھم توخذ من اغنیائھم وترد فی فقراء ھم[۱۲]

عدم ادائیگی زکوٰۃ پر سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

(۳)۔ ما من صاحب کنز لا یؤدی زکوتہ الا احمیٰ علیہ فی نارِ جہنّم فیجعل صفائح فتکوی بھا جنباہ وجبینہ حتّی یحکم اللہ بین عبادہٖ فی یومٍ کان مقدارہ خمسین الف سنۃ[۱۳]

جو صاحب مال اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا مال دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے تختے بنا کر صاحب مال کے پہلوؤں اور پیشانی کو داغ لگایا جائے گا اور یہ عمل اُس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے جاری رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصلہ نہ فرما دے۔

(۴) عن ابی ذر قال انتهیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالسٌ فی ظل الکعبۃ فلمّا رانی قال ھم الاخسرون ورب الکعبۃ قال فجئتُ حتّی جلستُ فلم اتقار ان قمتُ فقلت یا رسول اللہ فداك ابی وامی مَن ھم قال ھم الاکثرون اموالاً الّا من قال ھکذا وھکذا من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ وقلیل ما ھم ما من صاحب ابل ولا بقر ولا غنم لا یوٴدی الزکوٰۃ زکوٰتھا الا جاءَت یوم القیامۃ اعظم ما کانت واَسمنُہٗ تنطحہ بقرونھا وتطرہٗ باظلافھا، کُلّما نفدت، اخراھا عادت علیہ اولاھا حتی یقضی بین الناس۔

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے میں حاضر خدمت ہوا تو آپؐ نے فرمایا وہ لوگ نقصان والے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ زیادہ مال والے ہیں۔ مگر ان میں سے جس نے اِدھر اُدھر خرچ کیا۔ دائیں سے بائیں سے اور آگے اور پیچھے سے مال دیا مگر ایسے لوگ تھوڑے ہیں، اور جو اونٹ، گائے اور بکری والا ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو وہ جانور قیامت کے دن دنیا کے مقابلے پر زیادہ موٹے ہو کر آئیں گے، اپنے سینگوں اور کھروں سے اسے روندیں گے۔ جب پچھلا گزر جائے گا تو اگلا ان کا آجائے گا۔ اور یہ عذاب جاری رہے گا یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے۔

صدقہ فطر کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

(۵) ۔عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض زکوٰۃ الفطر من رمضان علیٰ کل نفسٍ من المسلمین حرٍّ او عبدٍ او رجلٍ او امرءۃٍ او صغیرٍ او کبیرٍ صاعًا من تمرٍ او صاعًا من شعیرٍ[۵]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور یا جو کا ایک صاع ہر مسلمان پر آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا رمضان کا صدقہ فطر ادا کرنا فرض قرار دیا ہے

(۶) ۔عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بزکوٰۃ الفطر ان تؤدّی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ[۶]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی ادائیگی نماز عید ادا کرنے سے قبل لازمی فرمائی ہے۔

صدقاتِ نافلہ ۔ ان مقرر کردہ لازمی صدقات کے علاوہ ہر مسلمان پر ضرورتمندوں اور حاجت مندوں کی امداد لازم ہے اور اس کی حد قرآن مجید کی رو سے " قل العفو "[۷] یعنی ضرورت سے زائد تمام مال خرچ کر دینے تک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ اور طرز عمل سے واضح ہے کہ آپؐ مال کبھی جمع نہ فرماتے بلکہ پورے کا پورا مال حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے۔ ارشاد گرامی ہے:

۱ ۔"ما یسرّنی انّ لی احدًا ذھبًا تاتی علیّ ثلٰثۃ وعندی منہ دینارٌ الا دینارٌ ارصدہ لدینٍ"[۸]

اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں پسند نہیں کروں گا کہ میرے پاس تین دن کے بعد ایک دینار بھی بچے سوائے اس دینار کے جسے ادائیگی قرض کے لیے بچایا گیا ہو۔

۲ ۔عن عقبۃ بن حارث قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر فاسرع ثم دخل البیت فلم یلبث ان خرج فقلت او قیل لہ فقال کنت خلّفت فی البیت تبرًا من الصدقۃ فکرھت ان ابیتہ فقسمتہ[۹]

عقبہ بن حارث رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضورؐ نے نمازِ عصر پڑھائی پھر جلدی سے گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لے آئے۔ آپؐ سے اس سرعت کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا خیرات کے مال میں سے سونے کا ایک ٹکڑا گھر پر موجود تھا مجھے بُرا معلوم ہوا کہ رات کو میرے پاس رہے چنانچہ اسے تقسیم کر دیا ہے۔

فرمایا:

"اتقوا النار ولو بشق تمرۃ"[۲۰]

دوزخ کے عذاب سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کر سکو۔

صدقہ کی اہمیت ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا:

"ما من یومٍ یصبح العباد فیه الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعطِ منفقاً خلفاً ویقول الاخر اللھم اعطِ ممسکاً تلفاً"[۲۱]

فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخیل کے مال کو تلف کر دے۔

قبولیت صدقہ کے بارے میں فرمایا:

"من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلھا بیمینه ثم یربیھا لصاحبه کما یُربی احدکم فلوّہٗ حتی تکون مثل الجبل"[۲۲]

جو شخص مالِ حلال میں سے کھجور برابر صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

صدقہ کس درجہ تک کرتے رہنا چاہیے۔ اسکے بارے میں دو طرح کی تعلیمات ہیں اوّل یہ کہ صدقہ

کرنے کے بعد اہل وعیال کا نفقہ پورا کرنے کی صلاحیت وقوت باقی رہے ۔ دوسرے یہ کہ بعض غیر معمولی حالات میں ضرورت سے زائد تمام مال حاجتمندوں میں بانٹ دیا جائے دونوں قسم کے احکامات ملاحظہ ہوں ۔

الید العلیا خیرٌ من الید السفلی وابداء بمن تعول وخیرُ الصدقة ما کان عن ظھر غنی ومن یستعفف یعفهُ اللہ ومن یستغن یغن اللہ [۲۳]

اُوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے اور (صدقہ کرنے کے عمل کا) آغاز اعزہ واقربا سے کرو اور عمدہ خیرات وہ ہے جسے کرنے کے بعد بھی آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال کرنے سے بچنا چاہے اللہ اسے بچا دے گا اور جو کوئی (دوسروں سے) لاپرواہ ہونے کی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے لاپروا کر دے گا ۔

"عن ابی ھریرةؓ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال خیر الصدقة ما کان عن ظھر غنیً وابداء بمن تعول [۲۴]

"فرمایا عمدہ خیرات وہی ہے جس کے دینے کے بعد آدمی مالدار رہے اور ابتدا زیر کفالت افراد سے کرو ۔"

جہاں تک ضرورت سے زائد تمام مال دوسروں پر خرچ کر دینے کا حکم ہے قرآن فرماتا ہے :

یسئلونك ماذا ینفقون قل العفو [۲۵]

اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

"من کان عندہٗ فضل ظھر فلیعد به علیٰ من لاظھر لهٗ ومن کان عندہٗ فضل زادٍ فلیعد به علیٰ من لا زاد له فقال (ذکر من اصناف المال ما ذکر حتی ظننا انهٗ لاحق لاحدٍ منا فی الفضل [۲۶]

تم میں جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہے وہ اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے ۔ جس کے پاس ضرورت سے زائد سامان خورد ونوش ہے وہ

اسے لوٹا دے جس کے پاس نہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختلف اصناف مال کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ ضرورت سے زائد کسی چیز میں بھی ہمارا حق نہیں ہے باہمی تعاون کی ایک اور صورت ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"من کان عندہٗ طعام اثنین فلیذھب بثالثٍ ومن کان عندہٗ طعام اربعۃ فلیذھب بخامسٍ او بسادس"[۲۷]

جس شخص کے پاس دو نفوس کا کھانا ہے وہ تیسرے کو ساتھ ملائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہے، وہ پانچویں یا چھٹے کو ساتھ ملائے۔

ایک اصول وضع کرتے ہوئے فرمایا:

"طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الاربعۃ و طعام الاربعۃ یکفی الثمانیۃ"[۲۸]

ایک شخص کا کھانا دو کے لیے اور دو کا چار کے لیے اور چار کا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے

قرض حسنہ: باہمی تعاون اور اشتراک کی صورت یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو معاشی سہارا دینے کی غرض سے اسے بلا معاوضہ کچھ مال عارضی بنیادوں پر دے دیا جائے، ایسی صورت میں قرض لینے والے کی عزت نفس بھی مجروح نہیں ہوتی اور حاجت روائی بھی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرض حسنہ کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا:

من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضٰعفہ لہٗ اضعافاً کثیراً[۲۹]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ کسی سوالی کو خالی نہ لوٹاتے اور بسا اوقات قرض لے کر دوسروں پر خرچ فرماتے رہتے اور بعد ازاں لوٹا دیتے

عن اسماعیل بن ابراھیم بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ عن ابیہ عن جدہ: قال "استقرض منی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین الفا۔ فجاءہٗ مال فدفعہ الیّ وقال بارک اللہ لک فی اھلک ومالک: انما جزاء السلف الحمد والاداء"[۳۰]

عبداللہ بن ربیعہ اپنے والد کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے بتایا

کہ ایک مرتبہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار (درہم) قرض لیے پھر آپ نے مجھے واپس لوٹاتے وقت فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے مال اور اہل وعیال میں برکت فرمائے۔ بے شک قرض کا معاوضہ شکریہ کے ساتھ واپس کردینا ہی ہے۔

قرض حسنہ کے اجر وثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

عن ابی امامۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انطلق برجل الیٰ باب الجنۃ فرفع۔ راسہٗ فاذا علیٰ باب الجنۃ مکتوب الصدقۃ بعشر امثالھا والقرض الواحد ثمانیۃ عشر لان صاحب القرض لا یاتیک الا وھو محتاجٌ وان الصدقۃ ربما وضعت فی غنا[۳۱]

ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص کو جنت کے دروازہ پر لے جایا جائے گا۔ جب وہ اپنا سر اٹھائے گا تو وہاں پر لکھا ہوا پائے گا کہ صدقہ دینے کا اجر دس گنا ہے اور قرض کا اجر اٹھارہ گنا۔ کیونکہ قرض کا تقاضا کرنے والا حقیقی معنوں میں ضرورت مند ہوتا ہے اور جسے صدقہ دیا جاتا ہے ممکن ہے اس وقت اسے ضرورت نہ ہو۔

جو شخص مقروض کی مالی حالت کے پیش نظر ادائیگی میں سہولت اور مہلت دے اس کے بارے میں فرمایا:

من کان لہٗ علی رجل حقٌ فمن اخرہٗ کان لہٗ بکل یوم صدقۃ[۳۲]

جس شخص کا کسی پر قرضہ ہو اور وہ اس کے حصول میں تاخیر کرے تو مہلت کا ہر دن صدقہ ہوگا۔

"من انظر معسرًا او وضع عنہ اظلہ اللہ فی ظلہ"[۳۳]

"جو شخص مفلس کو ادائیگی قرض میں مہلت دے یا معاف کر دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔"

قرض مہیا کرنا جہاں اہل ثروت پر لازم ہے وہاں مقروض پر اس کی ادائیگی بھی واجب ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ادائیگی قرض کی اس قدر اہمیت تھی کہ آپ نے کئی مواقع

پر مقروض کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیا[۳۴] اس ضمن میں فرمایا:
"نفس المومن معلقة بدينه حتى يقضى[۳۵]
مومن کی روح قرض کی ادائیگی تک معلق رہتی ہے۔ اور یہ کہ
يغفر للشهيد كل ذنب الا الدين[۳۶]
"قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"۔ مزید یہ کہ
من اخذ اموال الناس يريد اداءها ادى الله عنه ومن اخذ
يريد اتلافه اتلفه الله[۳۷]
جو شخص لوگوں سے قرض لے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ
اس سے ادا کروا دیتا ہے اور جو عدم ادائیگی کی نیت سے قرض لے تو خدا اسکا
مال ضائع فرما دیتا ہے۔

بیت المال کے مضبوط ہو جانے پر آنحضورؐ نے بعض فوت شدہ حضرات کا قرض بیت المال سے بھی ادا فرمایا تاکہ میت آخرت کے معاملات میں پریشانی سے محفوظ رہ سکے[۳۸]

استحصالی صورتیں اور انکی ممانعت انفاق فی سبیل اللہ اور قرض حسنہ معاشرے کے مفلوک الحال افراد کے لیے معاشی تعاون فراہم کرنے کے ذرائع ہیں اور بایں وجہ یہ صورتیں اللہ کی نظر میں بہت پسندیدہ بھی ہیں۔ مگر جو صاحب مال حضرات تعاون باہمی کی بجائے لوگوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور قرض کی صورت میں دیے گئے مال پر کسی بھی طرح کا منافع حاصل کر کے غریبوں کا استحصال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اس انسانیت سوز رویے سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے اور جو لوگ اس کے باوجود بھی باز نہیں آتے ان کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يايها الذين امنوا اتقوا الله وذروا ما بقى من الربوا ان كنتم
مومنين ۰ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله[۳۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عن جابر قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربوا

وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ وقال ھم سواء[۱۴۱]

فرمایا سود لینے والے، سود دینے والے، دستاویز لکھنے والے، گواہی دینے والے پر لعنت ہے اور وہ سب برابر کے گناہ گار ہیں

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الربو سبعون جزءً ایسرھا ان ینکح الرجل امہ[۱۴۲]

فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں اور اس کا کم تر حصہ یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے جماع کرے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قیل یا رسول اللّٰہ وما ھن قال الشرک باللّٰہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق واکل مال الیتیم واکل الربو والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المومنات[۱۴۲]

فرمایا کہ سات قسم کے ہلاکت خیز امور سے بچو عرض کیا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا۔ شرک، سحر، قتل ناحق، مال یتیم کھانا۔ سود کھانا۔ میدان جنگ سے بھاگنا اور پاکیزہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربو کی تمام صورتوں کو کالعدم کرتے ہوئے فرمایا:

"الا ان کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع، لکم رؤوس اموالکم لا تظلمون، ولا تظلمون[۱۴۳]"

خبردار زمانہ جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیے جاتے ہیں۔ البتہ اصل مال تمہارا حق ہے، نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

سود خوری کے نتیجہ میں انسان انسانی فضائل اور کمالات سے عاری ہو جاتا ہے: خلوص، ہمدردی اور ایثار و قربانی جیسے خصائل سے اس کا دل خالی اور دماغ ہمہ وقت

مال بڑھانے کی فکر میں مشغول رہتا ہے ۔ مخبوط الحواس اور پریشان نظر آتا ہے اور عقل وشعور کی جگہ نیم پاگل پن کی کیفیت نظر آتی ہے ۔ قرآن پاک اسی طرف اشارہ فرماتا ہے :

"الذین یاکلون الربٰو لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس [۴۴]

"سود خور قیامت کے روز اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے ایسا شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا بنا دیا ہو"

بخاری شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب مذکور ہے جو سود خوار حضرات کے انجام کار کی نشاندہی فرماتا ہے ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت اللیلۃ رجلین اتیانی فاخرجانی الی ارض مقدسۃ فانطلقنا حتی اذا اتیا علی نھر من دم فیہ رجل قائم وعلی وسط النھر رجل بین یدیہ حجارۃ فاقبل الرجل الذی فی النھر فاذا اراد الرجل ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ بحجر فیرجع کما کان فقلت ما ھذا فقال الذی رأیتہ فی نھر اکل الربٰو (بخاری [۴۵])

حضور نے فرمایا کہ ایک رات دو شخص (جبرائیل ، میکائیل) میرے پاس آئے اور مجھے ایک پاکیزہ زمین میں لے گئے ۔ ہم ایک خون کی ندی پر پہنچے دیکھا کہ اس میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے وسط میں ایک اور مرد جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے ہیں ۔ وہ شخص جو ندی کے اندر تھا اس نے باہر آنے کی کوشش کی تو دوسرے شخص نے اس کے منہ پر پتھر مارا یہاں تک کہ وہ واپس پلٹ گیا ۔ جب بھی وہ باہر نکلنے کی کوشش کرتا وہ شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا ۔ میں نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے ۔ عرض کیا گیا نہر کے اندر کھڑا شخص سود خور ہے (اور یہ اس کا انجام ہے)

<u>ذخیرہ اندوزی</u> اجناس اور اہم ضروریات زندگی کا قیمت بڑھانے کی غرض سے ذخیرہ کرنا اور ذخیرہ اندوزی کے نتیجہ میں مارکیٹ میں اشیاء کی قلت ہو جانے پر مہنگے داموں ان اشیاء کا فروخت کرنا بھی ایک استحصالی صورت ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والوں کو ملعون اور خطاکار قرار دیا ہے جو محض اپنا نفع اٹھانے کی غرض سے عام انسانوں کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں اور ان کے معاشی قتل کے مرتکب بنتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی عبادات اور دیگر نیک امور از قسم صدقہ و خیرات وغیرہ بھی اللہ کی نگاہ میں قابل قبول نہیں ہوتے۔

ملاحظہ ہو:

من احتکر فھو خاطی[۴۶] جو شخص گرانی کی غرض سے غلہ روکتا ہے گنہگار ہے۔

"من احتکر علی المسلمین طعامھم ضربہ اللہ بالجذام و الافلاس"[۴۷]

جو شخص غلہ روک کر مسلمانوں کے ہاتھ مہنگے داموں فروخت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جذام اور افلاس میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ایک حدیث کے مطابق قیمت بڑھانے والا شخص اللہ کی نگاہ میں بدترین شمار ہوتا ہے۔

عن معاذؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبد المحتکر ان ارخص اللہ الاسعار حزن وان اغلاھا فرح[۴۸]

حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ایسا شخص انتہائی برا ہے، اگر اللہ تعالیٰ غلہ کو سستا کر دے تو رنجیدہ ہو جائے اور گراں کر دے تو خوش ہو۔

ذخیرہ اندوزی کرنے والے کا صدقہ بھی قابل قبول نہیں سمجھا جاتا، فرمایا:

"من احتکر طعاماً اربعین یوماً ثم تصدق بہ لم یکن لہ کفارۃ"[۴۹]

"جس شخص نے مہنگائی کی نیت سے چالیس دن تک غلہ روکے رکھا اور پھر اسے خیرات کر دیا تو اس کے لیے کوئی اجر نہیں"۔ اسی طرح سے ذخیرہ اندوز اللہ کی طرف سے ملعون قرار پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے بیزار اور ناراض ہوتا ہے۔

"عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الجالب مرزوق والمحتکر ملعون"[۵۰] تاجر کو اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ کر کے رکھنے والا لعنتی ہے۔

"وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر طعاما اربعین یوما یرید بہ الغلاء فقد برئ من اللہ وبرئ اللہ منہ"[۵۱]

جو شخص غلہ مہنگائی کی نیت سے روک لیتا ہے اس نے اللہ کے عہد کو توڑ ڈالا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے بیزار ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مفادِ عامہ کے پیش نظر ایک ذخیرہ اندوز کا غلہ جلا دیا۔[۵۲] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذخیرہ اندوزی کی تمام ممکنہ صورتوں کو بھی ممنوع قرار دیا۔ زمانہ نبوت کی دو مروجہ صورتوں "تلقی الرکبان" یعنی قحط سالی اور قلت اشیاء کے دنوں میں شہر سے باہر ہی تجارتی قافلوں سے سودا طے کر کے اشیاء ضرورت پر کنٹرول حاصل کر لینا اور پھر اپنی مرضی سے قیمت کا تعین کرنا اور "بیع حاضر لباد" یعنی شہر کے تاجروں کا اشیاء صرف شہر میں فروخت کرنے کی بجائے زیادہ قیمت پر دیہات میں فروخت کرنا یا دیہاتیوں کی اشیاء زیادہ قیمت پر بیچنے کی غرض سے کسی طرح کی منصوبہ بندی کرنا۔ ان دونوں صورتوں کے بارے میں حضور کے امتناعی فرامین بہت واضح ہیں:

"نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن تلقی البیوع"[۵۳]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کی طرف آنے والے تجارتی قافلوں سے شہر سے باہر ملنے سے منع فرمایا۔

"نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیع حاضر لباد"[۵۴]

حضور نے منع فرمایا کہ شہر والا تاجر دیہات والوں کے لیے بیچنے کا کام کرے۔

نجش زیادہ منافع حاصل کرنے کی دیگر صورتیں بھی ممنوع ہیں مثلاً محض قیمت بڑھانے کی غرض سے مارکیٹ میں بولی دینا اور صارفین کو اشیاء صرف مہنگے داموں بیچنے کی منصوبہ بندی بھی ایک

استحصالی صورت ہے اور اسے اصطلاحاً "نجش" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں فرمایا:

"عن ابی ھریرۃؓ نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیع حاضرٌ لباد" ولاتناجشوا ولا یبیع الرجل علی بیع اخیہ ولا یخطب علی خطبۃ اخیہ ولا تسال المرأۃ طلاق اختھا لتکفا ما فی انائھا۔[۵۵] (بخاری: ۶۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہر والا دیہاتی کا مال نہ بیچے اور دھوکہ دینے کے لیے قیمت مت بڑھاؤ اور کوئی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام بھیجے اور کوئی اپنی مسلمان بہن سوکن کو طلاق نہ دلوائے کہ اس کا لقمہ اپنے منہ میں ڈال لے۔"

حدیث مذکور میں بہت سی باتوں کے علاوہ معاشی ضمن میں دو باتوں کی ممانعت ہے ایک تو طے شدہ سودے پر سودا کرنا اور دوسرا قیمت بڑھانے کی غرض سے بولی لگانا تاکہ سستی اور کم قیمت چیز مہنگے داموں فروخت ہو سکے۔ ان چیزوں کی ممانعت میں دوسری جگہ فرمایا:

"عن ابن عمرؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبیع بعضکم علی بیع اخیہ"[۵۶]

کوئی اپنے بھائی کے طے شدہ سودے پر نیا سودا نہ کرے۔

وعن ابن عمر قال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النجش"[۵۷]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا۔

ہمارے ہاں زرعی شعبے میں بھی ظلم و استحصال کی کئی صورتیں رائج ہیں جن میں دو تو بطور خاص انتہائی مہلک ہیں۔ مثلاً غریب مزارع یا چھوٹے زمیندار کو زرعی اخراجات پورے کرنے کے لیے اس شرط پر قرض دینا کہ اس رقم کی واپسی زرعی جنس کی صورت میں ہوگی لیکن اس کی قیمت مارکیٹ کی قیمت فروخت سے کم رکھی جائے گی (عام طور پر یہ قیمت، مارکیٹ کی مروجہ قیمت سے ۱/۳ تہائی تک کم ہوتی ہے)۔ دوسرا یہ کہ جاگیردار یا زمیندار کا کھیلوں کے باغات

کئی سال کی ایڈوانس رقم سے کر ٹھیکے پر دے دینا۔ خواہ پھل آئے یا نہ آئے اور خواہ پکا ہوا پھل آفات کی وجہ سے ضائع ہو جائے۔ زمیندار کا تمام صورتوں میں اپنی رقم وصول کر لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں یہ تمام صورتیں ناپسندیدہ ہیں

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن بیع ثمر التمر حتی تزھو فقلنا لانس ما زھوھا، قال تحمرّ وتصفرّ ارءیتَ ان منع اللہ الثمرۃ بمَ تستحلُّ مال اخیک[58]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا پھل (اور دیگر پھل) زہو سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔ پوچھا کہ زہو کیا ہے انہوں نے فرمایا سرخ زرد ہونا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پھل نہ لگائے تو تیرے لیے بھائی کا مال کیسے حلال ہوگا۔ مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الثمار حتی تزھی قیل وما تزھی قال حتّی تحمّر فقال ارأیت اذا منع اللہُ الثمرۃ بمَ یاخُذُ احدکم مال اخیہ[59]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلدار درختوں کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ خوش رنگ نہ ہو جائیں عرض کیا گیا خوش رنگ ہونے سے کیا مراد ہے فرمایا جب تک وہ سرخ نہ ہو جائیں اور پھر فرمایا جب اللہ تعالیٰ پھلوں کو پکنے سے روک دے تو تم کس طرح اپنے بھائی کا مال لے لوگے۔

ظلم و جور کے ذریعے کسی شخص کو اس کے مال یا متعلقات سے محروم کر کے خود اس پر قابض ہو جانا۔ یہ کسی کو ایسا کرنے کی دعوت دینا یا ایسے عمل کی منصوبہ بندی کرنا، سب معاشی استحصال ہی کی صورتیں ہیں۔ اللہ کے نبی رحمت کو ایسا طرز عمل کسی طور پر بھی پسندیدہ نہیں آیا۔

فرمایا: اِتق دعوۃ المظلوم فانھا لیس بینھا وبین اللہ حجاب[60]

مظلوم کی بد دعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔

جو شخص کسی کو اس کی زمین۔ جائیداد یا مکان وغیرہ سے محروم کر دیتا ہے اسے معلوم رہنا چاہیے

کہ حضورؐ نے ایسے شخص کے بارے میں یہ وعید فرمائی ہے ۔

"من ظلم من الارض شیئاً طوّقہٗ من سبع ارضین"[۶۱]

جو شخص ظالمانہ طریق پر کسی سے زمین چھین لے تو قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا ۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ جو "بالشت برابر زمین بھی ہتھیائے گا اسے بھی سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا"[۶۲]

ملاوٹ | اچھی چیز کی قیمت وصول کر کے گھٹیا چیز فروخت کرنا یا کمتر چیز کو بہتر کے ساتھ ملا کر بیچنا بھی استحصالی صورتیں ہیں جو صاحب شریعت علیہ التحیۃ والتسلیم کی نگاہ میں درست نہیں۔

ایک مرتبہ آپؐ غلہ کے ڈھیر کے قریب سے گزرے ۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو دستِ مبارک گیلا ہو گیا آپؐ نے مالک سے سوال فرمایا

"ماھذا یا صاحب الطعام قال اصابتہ السماء یا رسول اللہ قال افلا جعلتہ فوق الطعام کی یراہ الناس من غش فلیس منی"[۶۳]

"یہ کیا ہے، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ بارش کی وجہ سے کچھ غلہ گیلا ہو گیا تھا آپؐ نے فرمایا اسے اوپر کیوں نہیں ڈالا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکیں (یاد رکھیے) دھوکہ باز میرے دین پر نہیں ۔

عیب دار چیز کے عیب کو چھپا کر بیچنا بھی ظلم ہے آپؐ نے اس کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

"عن عقبۃؓ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المسلم اخو المسلم ولا یحل لمسلم باع من اخیہ بیعًا فیہ عیب الا بینہ"[۶۴]

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ بغیر بتائے کسی عیب دار چیز کو اپنے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دے ۔

قیامت کے روز حقوق العباد کا حساب حقوق اللہ کے مقابلے پر سخت تر ہو گا اور حقوق العباد کے ضمن میں مالی معاملات کے جھگڑے ہی زیادہ تر پیش ہوں گے ۔

آپؐ نے فرمایا قیامت کے روز ایک شخص عبادات لے کر حاضر ہوگا مگر حقوق العباد کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ کچھ فائدہ نہ دے سکیں گی۔ ملاحظہ ہو:

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع فقال ان المفلس عن امتی یاتی یوم القیامۃ بصلاۃ وصیام وزکوۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار [۶۵]

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ غریب کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ جس کے پاس نہ نقدی ہو اور نہ ہی ضروریاتِ زندگی، آپؐ نے فرمایا میری امت کا غریب اور مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے روز، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے اعمال لیکر آئے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس اس کی نیکیاں ان میں بانٹ دی جائیں گی اور اگر ان حقداروں کے حقوق ادا ہونے سے قبل اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کی برائیاں اس کے نام ڈال دی جائیں گی اور اس شخص کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

رشوت: سرکاری اہل کاروں کا عوام کو پریشان کرنا اور مختلف طریقوں سے انھیں مجبور کرنا تاکہ وہ اپنے جائز کام کے لیے پیسے دینے پر مجبور ہوں یہ بھی ایک ظلم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی [۶۶]

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

تمام مسلمانوں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشی زندگی کے معاملات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں طے کریں اور ظلم، تعدّی، جبر اور استحصال کی تمام صورتوں سے اپنے دامن کو بچا کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی کے لیے مستعد اور کوشاں رہیں

مراجع و مصادر

۱۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، نشر السنۃ، ملتان، ۱۳۹۹، ۲/ ۱۴۰۔

۲۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، کتاب البیوع، دار احیا التراث العربی بیروت، ۳/ ۷۵۔

۳۔ مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، دار الفکر للطباعۃ والنشر بیروت ۷/ ۱۳۰۔

۴۔ خطیب تبریزی، ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، سعید سنز، کراچی، ۱/ ۴۳۶۔

۵۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الرھون، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۲/ ۸۱۷۔

۶۔ ایضاً، ۲/ ۸۱۶۔

۷۔ صحیح البخاری، کتاب العتق، ۳/ ۱۹۵

۸۔ ایضاً، کتاب العتق، ۳/ ۱۹۵

۹۔ ایضاً، کتاب العتق، ۳/ ۱۹۶

۱۰۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، ۱/ ۹

۱۱۔ صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، ۲/ ۱۳۰

۱۲۔ ایضاً، ۲/ ۱۳۰

۱۳۔ مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، مکہ، دار النشر والتوزیع، ۲/ ۶۸۰

۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، ۲/ ۶۸۶۔

۱۵۔ صحیح مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ، ۲/ ۶۷۸

۱۶۔ ایضاً ۲/۶۷۹

۱۷۔ البقرہ / ۲۱۹

۱۸۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، ۲/۶۸۶

۱۹۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، ۲/ ۱۴۰

۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، ۲/۷۰۲

۲۱۔ ایضاً، ۲/ ۷۰۰

۲۲۔ ایضاً، ۲/۷۰۲

۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، ۲/ ۷۱۷

۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، ۲/ ۷۱۷

۲۵۔ البقرہ، ۲۱۹

۲۶۔ صحیح بخاری، کتاب اللقطہ، ۳/ ۱۳۵۴

۲۷۔ صحیح بخاری، کتاب علامات النبوہ، ۴/ ۲۳۶

۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربہ ۲/ ۱۶۳۰

۲۹۔ البقرہ / ۲۴۵

۳۰۔ النسائی، احمد بن علی، سنن النسائی، کتاب البیوع، الاستقراض دارالکتب العربیہ، بیروت، ۷/۳۱۴

۳۱۔ محمد اکرم خان، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی تعلیمات، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس اسلام آباد، ۱۹۸۹ء، ص ۲۲۲۔ (مذکورہ کتاب انگریزی زبان میں پیش کی گئی ہے اور ایک جامع مجموعہ احادیث ہے)

۳۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ۲/ ۳۷

۳۳۔ ایضاً، ۲/۳۲

۳۴۔ صحیح بخاری، کتاب الکفالہ، ۳/ ۱۲۶

۳۵ ۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات ، ۲/۸۰۶

۳۶ ۔ مشکوٰۃ ، المصابیح ، ۲/۳۴

۳۷ ۔ صحیح بخاری باب فی الاستقراض ، ۳/۱۵۲

۳۸ ۔ ایضاً باب الکفالہ ، ۳/۱۲۱۹

۳۹ ۔ سورۃ البقرہ / ۷۹ ۔ ۲۷۸

۴۰ ۔ صحیح مسلم ، کتاب المساقاۃ ، باب لعن اکل الربوٰ ، ۳/۱۲۱۹

۴۱ ۔ مشکوٰۃ ، ۲/۱۶

۴۲ ۔ صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، ۱/۹۲

۴۳ ۔ سنن ابی داؤد ، کتاب البیوع ، ۳/۲۴۹

۴۴ ۔ البقرہ / ۲۷۵

۴۵ ۔ صحیح بخاری ، کتاب البیوع ، ۳/ ۷۷

۴۶ ۔ صحیح مسلم ، کتاب المساقاہ

۴۷ ۔ سنن ابن ماجہ ، کتاب التجارت ، ۲/ ۷۲۸

۴۸ ۔ مشکوٰۃ ، ۲/۳۰

۴۹ ۔ مشکوٰۃ ، ۲/۳۱

۵۰ ۔ سنن ابن ماجہ کتاب التجارت ، ۲/ ۷۲۸

۵۱ ۔ مشکوٰۃ ، ۲/ ۳۰

۵۲ ۔ غفاری، ڈاکٹر نور محمد، اسلام کا قانونِ تجارت، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص ۶۶

۵۳ ۔ صحیح بخاری ، کتاب البیوع ، ۳/ ۹۵

۵۴ ۔ صحیح بخاری ، کتاب البیوع ، ۳/۹۱

۵۵ ۔ ایضاً ، ۳/۹۱

۵۶ ۔ ایضاً ، ۳/۹۰

۵۷ ۔ ایضاً ، ۳/۹۱

۵۸ ۔ صحیح بخاری ، کتاب البیوع ، ۳ / ۱۰۳
۵۹ ۔ صحیح بخاری ، کتاب البیوع ، ۳ / ۱۰۱
۶۰ ۔ صحیح بخاری ، کتاب فی المظالم والغصب ، ۳ / ۱۴۹
۶۱ ۔ ایضاً ، ۳ / ۱۷۰
۶۲ ۔ ایضاً ، ۳ / ۱۷۱
۶۳ ۔ صحیح مسلم ، کتاب الایمان ۔ باب من غش فلیس منا ، ۱ / ۹۹
۶۴ ۔ سنن ابن ماجه ، کتاب التجارت ۔ دار احیاء التراث العربی بیروت ، ۲ / ۷۵۵
۶۵ ۔ صحیح مسلم ۔ کتاب البر والصلہ ، باب تحریم الظلم ، ۴ / ۱۹۹۷
۶۶ ۔ سنن ابی داؤد ، کتاب القضاء ۔ باب فی کراہیۃ الرشوۃ ، ۳ / ۳۲۶ ۔